# اسلامی ثقافت کے آئینے میں
# نوجوان نسل کا کردار (۳)

ازقلم : عبدالماجد
لیکچرر بائیالوجی، گورنمنٹ کالج، اکوڑہ خٹک (نوشہرہ)

## تجدیدِ ایمان اور دعوتِ دین

آج عالم اسلام کے سپوتوں کو اپنے فرض منصبی یعنی **وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ**[۱] (تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے جو "خیر" کی طرف لوگوں کو بلائے' اچھے کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے منع کرے) کو سمجھ کر اپنے اندر یہ اہلیت پیدا کرنی چاہئے کہ وہ تمام امتِ مسلمہ کے افراد کے قلوب میں صحیح ایمان کی تخم ریزی کر سکیں' جذبہ دینی کو پھر سے متحرک بنائیں اور (پہلی) اسلامی دعوت کے اصول و طریق کے مطابق مسلمانوں سے تجدیدِ ایمان کرائیں (**يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا** کے مطابق) کیونکہ ایمان حقیقی ہی سب اعمال کا سرچشمہ ہے۔ یہی وہ رمز ہے جو حضرت ابنِ عباسؓ کے اس قول میں بیان ہوئی ہے : **تَعَلَّمْنَا الْاِيْمَانَ ثُمَّ تَعَلَّمْنَا الْقُرْاٰنَ** (کہ ہم نے پہلے ایمان سیکھا پھر قرآن)۔ اس دعوتِ ایمان اور دعوتِ دین کے لئے وہ سب طریقے کام میں لائیں جو اسلام کے ابتدائی داعیوں نے استعمال کئے۔ آج پھر مسلمانوں کو ایمان و اسلام پر لانے اور باطل کے پھیلائے ہوئے شکوک و شبہات کو دور کرنے کے لئے امام غزالیؒ، شاہ ولی اللہؒ اور شیخ احمد سرہندیؒ جیسی نابغہ عصر شخصیات کی ضرورت ہے جو ایک نئی تہافت[۲] تصنیف کر کے جدید منطقیین پر از سرِنو[۳] رد کر سکیں۔ اور

---

۱۔ آل عمران' آیت ۱۰۴

۲۔ مراد تہافت الفلاسفہ تالیف امام غزالیؒ

۳۔ الرد علی المنطقیین تالیف امام ابن تیمیہؒ

مسلم اُمّہ کو (دعوتِ دین کے) اپنے اصلی کام پہ لائیں۔ وہ نوجوان ایمان و اخلاق اور کردار کی ایسی بلندیوں پر ہوں جنہیں دیکھ کر خدا کا فرمان یاد آجائے کہ : **اِنَّھُمْ فِتْیَةٌ اٰمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى**[۴] کہ وہ ایسے نوجوان ہیں کہ جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم (اللہ) نے اس ایمان کے بدلے میں انہیں مزید ہدایت و رہنمائی عطا کی۔ ان نوجوانوں کو دیکھ کر ایک بار بلال و عمار، خباب و خبیب، مصعب بن عمیر اور حسن و حسین (رضی اللہ عنہم اجمعین) کے جوشِ ایمانی اور ایثار کے نمونے یاد آجائیں۔ جنت کی ہوائیں اور قرنِ اول کے ایمانی جھونکے دوبارہ چلیں اور ایک نیا عالمِ اسلام ظہور میں آئے جس سے موجودہ عالمِ اسلام (جو صرف برائے نام ہے) کو کوئی نسبت نہیں ہوگی۔

## غیر مسلموں کو دعوتِ دین کا حکیمانہ اسلوب

ایک مسلم و غیر مسلم کے لئے طریقِ دعوتِ دین علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے، کیونکہ ایک مسلم تو جانتا ہے کہ قرآن خدا کی کتاب ہے، احادیثِ رسولؐ برحق ہیں۔ لیکن ایک غیر مسلم ان باتوں کو جانتا بھی ہو تو مانتا نہیں، اس لئے ہمیں بمطابق آیت "**اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّکَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ**" "حکمت" سے کام لینا ہوگا اور اسے مظاہرِ کائنات اور قوانینِ فطرت سے دلائل دیکر معلوم حقائق (Known.Facts) سے نامعلوم حقائق (اس کی نگاہ میں) یعنی قرآن کی طرف لانا ہوگا۔ یہی وہ اندازِ فکر ہے جس کے ذریعے ہم طبیعیات (Physics)، نفسیات (Psycholgy) اور حیاتیات (Biology) کے مسلمہ قوانین بیان کرکے اور ان کی تصدیق قرآن حکیم سے پیش کرکے جدید علوم کو اغلاط سے پاک بھی کرسکتے ہیں اور مشید بھی، کیونکہ قرآن کے نزول کا مقصد ہی یہی ہے کہ **لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ** یعنی حق کا اِحقاق اور باطل کا اِبطال کردیا جائے۔[۵]

اسی طرح آج غیر مسلم اقوام میں مذہب کے بارے میں جو غلط طرزِ فکر پیدا کردیا گیا ہے کہ مذہب اور سائنس دو مختلف و متضاد چیزیں ہیں، اس کو دلائل سے ختم کرنا ہے اور اس چیز کی دعوت دینی ہے کہ اور کوئی مذہب ایسا ہو بھی سکتا ہے (جیسا کہ کلیسائی مذہب

---

۴۔ سورۃ الکھف، آیت ۱۳

۵۔ ملاحظہ ہو المستقبل لھذا الدین ص ۶۳، از سید قطب شہید

نے سائنسی ایجادات و اکتشافات کے بارے میں مخالفانہ رویہ اختیار کیا اور سائنس کو خلافِ مذہب قرار دیکر ہزاروں افراد کو مذہبی جیلوں (Iniguisition) بھیج دیا اور ۳۲ ہزار افراد زندہ جلا دیئے۔ انہی میں علامہ برونو اور گلیلیو جیسے لوگ شامل تھے) لیکن اسلام تو ایمان کا محرک ہی غور و فکر اور مشاہدہ کو قرار دیتا ہے اور اَفَلَا تَتَفَکَّرُونَ (کیا تم غور و فکر نہیں کرتے)' اَفَلَا تَعْقِلُونَ (کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے اور اَفَلَا تَنظُرُونَ (کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟) کہہ کر بار بار غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کا اپنے تو درکنار غیر بھی اعتراف کرتے ہیں[۶]

## جدید فکری اور تہذیبی مسائل کا حل

اسلام وہ جامع اور ہمہ گیر تہذیب ہے جو کسی زمان و مکان (Time.&.space) کی پابند نہیں بلکہ خاص زمان و مکان سے بالاتر ہر زمان و مکان کے لئے تازہ اور Up-to-date ہے۔ کیونکہ قرآن وہ عظیم کتاب ہے جس میں تمام اشیاء کے بارے میں اصولی ہدایات دی ہوئی ہیں (اور احادیث میں ان کی تفصیل ہے) ارشادِ خداوندی ہے: وَنَزَّلْنَا عَلَيْکَ الْکِتٰبَ تِبْيَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ[۷] یعنی ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب اتاری جس میں تمام اشیاء کے بارے میں بیان ہے۔ اس کو عربی شاعر نے یوں ادا کیا ہے۔

جَمِیعُ العِلمِ فِی القراٰنِ لٰکِن   تَقَاصَرَ عنہ افھامُ الرِّجالِ

اور بزبانِ اقبال ۔

صد جہانِ تازہ در آیاتِ اوست   عصرہا پوشیدہ در آناتِ اوست

علاوہ ازیں اسلام ہر پیش آمدہ مسئلہ کو اجماع' قیاس اور اجتہاد کے ذریعے حل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اسلام کی اسی صفت کا اعتراف برنارڈ شا نے ان الفاظ میں کیا ہے:

"It is the only religion which appears to me to possess
the assimilating capability to the changing phase
of existence which can make to appeal every age."

اس لئے ہمارے نوجوان علماء اور دانشور حضرات کو اجتہاد کے ذریعے ہر پیش آنے والے

۶ ۔ ملاحظہ ہو موریس بکائے کی کتاب The Bible, The Quran and Science
۷ ۔ سورۃ النحل' آیت ۸۹

مسئلہ کا حل تلاش کرنا ہے اور "دین کے حکیمانہ اندازِ فکر سے اجتہاد کو حریت پسندانہ اندازِ استدلال سے نکال کر افادیت و دانش کے وسیع تر سانچے میں ڈھالنا ہے[۸]" اور جدید ایجادات جیسے ٹیلی ویژن، سینما اور فلم سے نیک کردار اور قومی و ملی روایات کے احیاء کا کام لینا ہے اور اسی طرح جدید مسائل جیسے چاند پر اور زیرِ سمندر نماز کا مسئلہ، مصنوعی حمل، ٹیسٹ ٹیوب بے بی (اور اس سے پیدا شدہ وراثت وغیرہ کے احکام) اعضاء کی پیوند کاری (Transplantation of organs) اور بیمہ انشورنس کی طرح کے معاشرتی اور معاشی مسائل کے بارے میں غور و فکر سے کوئی فیصلہ صادر کرنا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ذہن میں رکھنا ہے کہ یہ اجتہاد حقیقی اور افراط و تفریط سے پاک ہو۔ ایسا نہ ہو کہ ع "خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں" کے مصداق اسلام کی صورت مسخ کر کے تحریف کا لباس پہنادیں اور ہر نئی چیز کو معذرت خواہانہ انداز سے قبول کرلیں۔ نہیں، بلکہ اپنی ملی و دینی روایات اور اسلاف کے تحقیقی کارناموں کو سامنے رکھ کر کوئی فیصلہ کرنا ہے۔

## اسلامی اقدار و صفات کا احیاء اور غیروں کے ثقافتی اطوار کا اخراج

آج تمام انسانیت لادینی نظریات کے ثمرات اور مغربی تہذیب کے عیشِ فراواں سے مایوس ہو چکی ہے۔ اخلاقی و دینی تعلیمات سے محرومی اور صدیوں کے بے ترتیبی کے ساتھ علم و صنعت اور تحقیق و اکتشافات کی ترقی سے قوت و اخلاق میں کوئی توازن نہیں رہا اور بقول پروفیسر جوڈ "علومِ طبعی نے ہم کو وہ قوت بخشی جو دیوتاؤں کے شایانِ شان تھی لیکن ہم اس کو بچوں اور وحشیوں کے دماغ سے استعمال کررہے ہیں[۹]"۔ اس لئے موجودہ زمانہ مسلمان نوجوانوں کو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اٹھو اور پوری انسانیت کو اخلاق باختگی کے گڑھے سے نکال کر اسلام کے سایۂ رحمت میں جگہ دو اور تبادلے کے اصول کے مطابق اپنا مذہبی و اخلاقی سرمایہ مغرب کے حوالے کر کے اس کے تمدنی علوم و فنون کے سرمایہ کو خود لے لو۔ اس میں نہ صرف دونوں کا بھلا ہے بلکہ تمام انسانیت کی فلاح مضمر ہے۔ واضح رہے کہ یہ علوم و فنون دراصل اس کا اپنا سرمایہ نہیں بلکہ ہمارے ہی آباء و اجداد کی

---

۸ ۔ یہ قول علامہ ندوی صاحب کے مضمون "اسلام کا تصور ثقافت" ص ۶ از کتاب "اساسیات اسلام" سے ماخوذ ہے۔

۹ ۔ Guide to Modern Wickedness

وراثت ہیں جو مغربی اقوام کو خصوصیت کے ساتھ سپین کی راہ سے ملے تھے۔

ناموسِ ازل را تو امینی تو امینی  دارائے جہاں را تو یمینی' تو یساری!
اے بندۂ خاکی تو زمینی تو زمانی  صہبائے یقیں در کش و از دیرِ گماں خیز!
از خوابِ گراں' خوابِ گراں' خوابِ گراں خیز!

آج نوجوان نسل کو غیروں کے ثقافتی اقدار کے طوق کو اپنے گلے سے اتار پھینکنا ہے اور شادی بیاہ سے لیکر موت تک کے تمام مواقع پر ہندووانہ اور مغربی اطوار کو ترک کرکے اسلامی روایات و اقدار اپنانی ہیں جس میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔ نوجوان نسل کو چرس' چانڈو' کوکین' بھنگ' افیون اور ہیروئن جیسی تمام نشہ آور اشیاء کو اسلامی ممالک سے بدر کرنا ہے (بمطابق حدیث "کُلُّ مُسکِرٍ حَرامٌ" کہ تمام نشہ آور اشیاء حرام ہیں) نوجوان شعراء اور ادباء کو گل و بلبل کے روندے ہوئے فرسودہ رستوں (Beated Trends) کو چھوڑ کر گلشنِ وطن کی آراستگی کا اہتمام کرنا ہے اور تمام انسانیت کو دلائل کے ساتھ پکارنا ہے: اُدْخُلُوا فِی السِّلْمِ کَافَّۃً کہ تمام پورے پورے اسلام کے (دائرۂ امن) میں داخل ہو جاؤ! جس طرح شکاگو کے دس لاکھ ہپیوں نے جب مادی تہذیب اور تمام نشہ آور اشیاء کے استعمال اور جنسی آزادی کے باوجود قلبی سکون نہ پایا تو انہوں نے ۱۹۷۵ء کے اواخر میں اس صدی کا سب سے بڑا جلوس نکالا۔ ان کے ہاتھ میں کئی لاکھ بینرز تھے جن پر مرقوم تھا:[۱۰] "Back to Religion" (مذہب کی طرف واپس چلو)۔ آج ہمارے باشعور نوجوانوں کو تمام عالمِ اسلام میں عموماً اور پاکستان میں خصوصاً یہ صدا بلند کرنی ہے: پاکستان کے ہپیو اور خواتین دشمن اوباشو! کیا مغرب کے کروڑوں ہپیوں کا تجربہ تمہارے لئے کافی نہیں؟ کیا سوا لاکھ انبیاء کی تعلیمات کو تم ہذیان (نعوذ باللہ) سمجھتے ہو؟ کیا تم اسلام کی ان تعلیمات کی طرف نہیں آتے جس میں تمہاری دنیوی و اخروی حیات اور سکون ہے۔ آج میری بہنوں کو مغرب کی عریانی اور ان کی تہذیب و ثقافت کے پرکشش لیکن نقصان دہ نعروں سے بچ کر اسلام کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل کرنا ہے اور اسلام کے نظامِ ستر و حیا اور عفت و عصمت پر عمل کرتے ہوئے بتولؓ' کلثومؓ' رقیہؓ اور مریمؑ کا کردار اپنے اندر پیدا کرکے حسینؓ' عبداللہؓ اور مسیحؑ جیسی ہستیوں کو جنم دینا ہے اور اسلامی نظامِ

---

۱۰۔ میری آخری کتاب ڈاکٹر غلام جیلانی برق مرحوم

ثقافت کو ایک دفعہ پھر اس کے حقیقی مقام تک پہنچانا ہے۔

## جنسی انارکی اور کلچر

کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر جے ڈی انون (J.D.Unwin) نے برسوں جنس پر تحقیق کی اور یہ دیکھنے کے لئے کہ مرد و زن کے آزادانہ اختلاط اور بے لگام جذبۂ جنس کا اثر تہذیب پر کیا پڑتا ہے اس نے ۸۰ اقوام و قبائل کا بغور مطالعہ کیا اور پونے چھ سو صفحات کی ایک کتاب "Sex and Culture" کے عنوان سے لکھی۔ اس میں وہ کہتا ہے:

"جنسیات اور کلچر کا آپس میں گہرا تعلق ہے، جذبۂ جنس پر قابو پانے کے بعد انسان میں ایک خاص توانائی پیدا ہوتی ہے جس سے معاشرے کے کسی بلند نصب العین کی تکمیل کا کام لیا جاسکتا ہے۔ جو لوگ عیاشی و شہوت رانی میں پڑجاتے ہیں ان کی توانائی اتنی کم ہوجاتی ہے کہ وہ کوئی بڑا کارنامہ مثلاً ایجاد، تخلیق، تصنیف، تسخیر وغیرہ سرانجام نہیں دے سکتے۔ ان کے قوائے عمل پر اوس پڑ جاتی ہے اور ان کی تعبیرات و ذہانت دھندلا جاتی ہے۔ قدیم زمانے میں سمیریوں، بابلیوں اور مصریوں کا عروج اور ساتویں صدی میں قیصر و کسریٰ پر عربوں (مسلمانوں) کی یلغار سب اسی داخلی توانائی کا نتیجہ تھے۔ دوسری طرف جنسی آزادی تباہی لاتی ہے۔"

آگے وہ لکھتا ہے:

"Any extension of sexual opportunity must always be the immediate cause of cultural decline"

یعنی جذبۂ جنس کی بے لگامی بلاشبہ ثقافت کے زوال کا سبب بن جاتی ہے[11]۔ (فَاعْتَبِرُوا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ)

اس لئے ہماری نوجوان نسل کو (تمام اسلامی ممالک سے) تمام فحاشی کے اڈوں کو بند کرانا ہوگا اور غلط قسم کے ناولوں اور فلموں سے پرہیز ہی نہیں کرنا بلکہ انہیں ملک بدر

---

11۔ Sex and Culture بحوالہ میری آخری کتاب ازبرق - جنسی آزادی کی تباہ کاریوں اور نقصانات (اور بیماریوں وغیرہ) کے لئے ملاحظہ ہو اگست ۱۹۸۲ء کا رسالہ "Time" اور پروفیسر علی فاروق کا مضمون "Problems of Sex" ... "Islamic Order" ...

بھی کرتا ہے اور "Platonic Love" کے کھوکھلے اور شیطانی ہتھکنڈوں سے بچ کر اسلامی روایات و اقدار جیسے نکاح وغیرہ کو فروغ دینا ہوگا اور دنیا کو ایک دفعہ پھر پاپ میوزک اور نورجہاں کے عشقیہ گانوں سے نکال کر سرودِ ازلی (Divine Music) کی طرف اس کی رہنمائی کرنی ہوگی جو دلوں کے لئے نور و سرور ہے اور قلب و نظر کو وہ پاکیزگی عطا کرتا ہے جس کی موجودہ زمانے کو سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

سنتے سنتے نغمہ ہائے محفلِ بدعات کو
کان بہرے ہوگئے دل بدمزہ ہونے کو ہے
آؤ سنوائیں تمہیں وہ نغمۂ مشروع بھی
پارہ جس کے لحن سے طورِ ہدیٰ ہونے کو ہے
حیف گر تاثیر اس کی تیرے دل پر کچھ نہ ہو
کوہ جس سے خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا ہونے کو ہے

اسلام نوجوان نسل کی طاقت کو ناجائز طریقوں میں استعمال سے بچانے کے لئے انہیں مختلف قسم کی کھیلوں اور جسمانی ورزش میں حصہ لینے کی تاکید کرتا ہے اور انہیں رائج الوقت کھیلوں میں شمولیت کی اجازت دیتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی چاہتا ہے کہ ان کھیلوں سے جسمانی ورزش اور تفریحِ طبع کے ساتھ ساتھ اپنے اصلی مقصد سے غفلت نہ برتی جائے۔

اسلامی ثقافت میں عورت کے لئے بھی جسمانی ورزش اور کھیل میں حصہ لینے کی اجازت ہے جیسا کہ خود سیرتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس بارے میں ہدایت ملتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اسلام کچھ حدود و قیود بھی مقرر کرتا ہے تاکہ بلند انسانی اقدار اور اعلیٰ بھی محفوظ رہیں۔ چنانچہ اسلامی ثقافت میں عورت کے لئے باہر کھلے میدانوں میں کرکٹ اور ہاکی کھیلنے کی کوئی سند جواز نہیں (جیسا کہ موجودہ دور میں ہو رہا ہے) بلکہ علیحدہ میدانوں اور باپردہ جگہوں پر انہیں کھیلنے کی اجازت ہے۔

## چند تجدد پسند تحریکیں اور ان کا مردانہ وار مقابلہ

آج ملت مسلمہ جن داخلی و خارجی سازشوں کا شکار ہے اس کا تقاضا ہے کہ نوجوان نسل (اپنے اسلاف کی طرح) ہر اس علمی و عملی اقدام کو سختی سے روکے جو ملتِ مسلمہ

کے لئے دینی اور اخلاقی فتنوں کا سامان مہیا کرے اور جس سے اس عظیم ملت کی مومنانہ و مجاہدانہ روح مجروح ہو۔ خواہ وہ فتنہ ضبطِ ولادت[12] (Birth.Control) کی شکل میں ہو یا عائلی قوانین (Family Laws) کی پر فریب شکل میں، یا تجدد، ترقی اور فیشن کے فکرانگیز نام سے یا اسلامی ریسرچ اور تحقیق کے نام پر تحریفِ دین کی تحریکوں کی صورت میں۔ اس مقصد کے لئے آج نوجوان نسل کو ملتِ مسلمہ کے اندر کسی "منظم علمی تنظیم" کے ذریعے پختہ دینی شعور اور اسلام سے گہری وابستگی پیدا کرنی ہوگی تاکہ باطل جس لبادے میں ملبوس ہوکر آئے (جیسے خدمت دین کے نام پر تجدد پسند اور نیچری فرقہ، منکرینِ حدیث کا گروہ، انکار و توہینِ صحابہؓ کا فرقہ، بہائیت یا سب سے بڑا فتنہ قادیانیت) عوام اسے پہچان لیں اور اس کی ظاہری چمک دمک اور پر فریب ناموں سے دھوکہ نہ کھائیں اور یہ کہہ سکیں۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من اندازِ قدت را می شناسم

## اسلام کے اقتصادی نظام کا نفاذ اور فتنۂ ارتداد سے حفاظت

عصر حاضر میں اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ نوجوان نسل اسلام کے اقتصادی نظام کا گہرائی و گیرائی سے مطالعہ کرکے اسے عملی طور پر نافذ کرنے کی کوشش کرے اور یوں ایک طرف وہ مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد (عیسائیت کے مبلغ اور پادری غرباء مسلمانوں کو دولت کا سبز باغ دکھاکر اپنے دامِ تزویر میں پھنسالیتے ہیں) اور دیگر معاشرتی برائیوں سے بچائیں تو دوسری طرف تمام دنیا کو عملی طور پر دکھاسکیں کہ اسلام صرف عقائد و عبادات ہی کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات (Complete Code of Life) ہے جو زندگی کے تمام شعبہ جات پر محیط ہے۔

---

۱۲۔ ضبط ولادت کے نقصانات کے لئے ملاحظہ ہو مولانا مودودی کی کتاب "اسلام اور ضبط ولادت" اور مولانا سمیع الحق کی "اسلام اور عصر حاضر" کا باب نمبر۴

۱۳۔ تجدد (تحریف دین) اور تجدید (مذہب کو غلط رسوم سے پاک کرکے دور حاضر کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر تشریح کرنا) کے مابین فرق کے لئے ملاحظہ ہو "مذہب اور تجدید مذہب" عبدالحمید صدیقی اور شاہ ولی اللہ کی "حجۃ اللہ البالغہ"

## جدید صنعتی اور جنگی تیاری

ثقافتِ اسلامیہ کے آئینے میں نوجوان نسل کے کردار کے بارے میں ابھی تک راقم الحروف نے جو لکھا ہے وہ صرف علمی و معنوی اور شعوری تیاری کے بارے میں تھا۔ اگرچہ اسلام میں علمی و قلمی جہاد کی بہت اہمیت ہے لیکن اس کے ساتھ وہ مادی ترقی سے بھی اغماض نہیں برتتا بلکہ مسلمانوں کو اس سرزمین میں اللہ کا خلیفہ قرار دے کر اسے حکومتِ ارضی سونپنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے وہ مسلمانوں کو حکم کرتا ہے کہ ممتاز قوت حاصل کریں اور صنعت و علومِ تجارت اور فنِ حرب میں مکمل تیاری کرکے ان کافروں کے مقابلے میں قوت فراہم کریں اور پھر اس کے ذریعے بے بس مردوں' عورتوں اور بچوں کی خاطر قتال کرکے انہیں ظلم و بربریت سے نجات دلائیں[۱۴]۔

اس لئے آج مسلمان نوجوانوں کو اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے صنعتی علوم و فنون جدید ٹیکنالوجی اور آلاتِ حرب میں سپرپاورز (روس و امریکہ) کے شانہ بشانہ بلکہ ان سے بھی آگے بڑھنا ہے۔ اپنی زندگی کے معاملات کا انتظام خود کرنا ہے۔ اپنی زمین کے خزانے خود برآمد کرنے ہیں اور جدید قسم کے ساز و سامان سے لیس ہو کر کافروں پر اپنی دھاک بٹھانی ہے۔ کیونکہ اس وقت خلافتِ ارضی دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے۔ اس کا مادی حصہ غیروں کے قبضے میں اور صرف اس کا روحانی حصہ اہلِ اسلام کے پاس ہے۔ جب تک یہ دونوں یکجا نہیں ہوجاتے مسلمانوں کی نشاۃِ ثانیہ ممکن نہیں ہوسکتی اور دنیا اپنی تہذیبی و تمدنی ہلاکت خیزیوں کے مہیب غار سے کبھی نہیں نکل سکتی۔ اس لئے مسلمان نوجوانوں پر یہ فرض ہے کہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے لئے جدوجہد کریں اور تمام گروہی' لسانی' علاقائی' فروعی اور آپس کے افتراق و تشتت کو ختم کرکے متحد ہوجائیں اور

ع "شعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیراللہ کو"

کے مصداق قرون اولیٰ والے مسلمانوں کا جذبۂ جہاد پیدا کرکے کفر و باطل اور فتنہ و فساد کو مٹادیں اور قَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ[۱۵] (القرآن) پر عمل کرتے

---

۱۴۔ سورۃ النساء' آیت ۷۵

۱۵۔ سورۃ الانفال' آیت ۳۹

ہوئے اپنے مظلوم بھائیوں کو غیروں کے پنجۂ استبداد سے نجات دلادیں'وہ مسلمان بھائی چاہے فلسطین' لبنان کے ہوں یا افغانستان و جموں و کشمیر کے یا افریقہ کے سیاہ فام ہوں یا ہندوستان کے مسلمان بھائی ہوں۔

یا الٰہی ملتِ مسلم کو زندہ پھر سے کر
اس میں یا رب بت شکن محمود پیدا پھر سے کر

## نوجوان نسل کا اہم ترین کردار اسلامی ثقافت کے آئینے میں

امام مالکؒ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یہ قول نقل کیا ہے: **لَن یَصلُحَ اٰخِرُ ھٰذِہِ الاُمّۃِ اِلّا بِمَا صَلَحَ بِہٖ اَوَّلُھَا** یعنی امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم جب آخر میں ضلالت و گمراہی کی غاروں میں بھٹک رہی ہوگی تو اس وقت اس کی اصلاح اسی نہج پر ہوگی جس نہج پر ابتدا میں اس کی اصلاح ہوئی تھی (یعنی ایک مرد مومن کے ذریعے جو اسوۂ رسولؐ پر مکمل طور پر عمل کرنے والا ہوگا) آج تمام عالم کو عموماً اور عالمِ اسلام کو خصوصاً ایسے باہمت نوجوانوں کی ضرورت ہے جو قرآنی تعلیمات کے ذریعے اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اس کی اس کڑے اور مشکل وقت میں رہنمائی کریں۔ وہ مرد مومن عصری تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے **وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ**[۱۶] پر پورا اترتے ہوئے ایسا انقلاب لائیں جو انقلابِ محمدیؐ کی طرح کا ہو۔ ایسے نوجوان تمام مغربی علوم و فنون اور تمدن کے ساتھ خام مواد (Raw.Material) کا سا معاملہ کریں اور اس کے صالح اجزاء کو کام میں لاکر ایک ایسی نئی طاقتور تہذیب کی عمارت تعمیر کریں جو ایک طرف ایمان' اخلاق' تقویٰ' رحم دلی اور انصاف پر قائم ہو تو دوسری طرف اس میں مخصوص ذہانت' جدتِ فکر اور قوتِ ایجاد جلوہ گر ہو۔ وہ کمال سے جمال تک کے تمام تجدد پسند لیڈروں کی طرح مغربی تہذیب کو کامل و مکمل نہ سمجھیں اور اسے اس کے تمام عیوب و نقائص سمیت قبول نہ کریں بلکہ "**خُذْ مَا صَفَا دَعْ مَا کَدُرَ**" کا زریں اصول اپنا کر اپنے اسلاف کی طرح اسے ایک نیا ایمانی رنگ عطا کریں (جس طرح انہوں نے ایرانی اور رومی تہذیب کے ساتھ کیا تھا) آج یہ دَور ایسے مجاہدین کی تلاش میں ہے اور انہیں پکار پکار کر یہ کہہ رہا ہے۔

---

۱۶۔ سورۃ الانفال' آیت ۶۰

عالم ہمہ ویرانہ ز چنگیزیٔ افرنگ
معمارِ حرم باز بہ تعمیرِ جہاں خیز!
از خوابِ گراں' خوابِ گراں' خوابِ گراں خیز!
از خوابِ گراں خیز ! !

میری دانست میں اس وقت اسلامی تہذیب و ثقافت کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہو گا کہ عالمِ اسلام کے کسی ملک[۱۷] سے ایسی جواں ہمت جماعت اٹھے جو قوتِ ایمانی سے لبریز' جدید اسلحہ سے لیس[۱۸]' مغرب پر بھروسہ کئے بغیر پہلے اپنے ملک میں اسلامی بنیادوں پر انقلاب برپا کرے اور پھر پورے عالمِ اسلام سے افہام و تفہیم کے بعد ایک ایسا اسلامی بلاک تیار کرے جس کے سامنے امریکہ اور روس کیا پورا عالمِ کفر نہ ٹھہر سکے۔ کیونکہ عالمِ اسلام یا اس کے کسی حصہ نے بھی جب کبھی کفر و مادیت پرستی کے دعویداروں پر بھروسہ کیا تو ہمیشہ ناکامی کا سامنا کرنا پڑا' ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ اور ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ نے حدیث رسولؐ کی حقانیت کے اطلاق کو روزِ روشن کی طرح ظاہر کردیا کہ **اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ** (تمام کفر ایک امت ہے)۔ اس وقت دنیا ان مادیت پرستوں کے عدل و انصاف اور امن و امان قائم کرنے کے جوشیلے مگر جھوٹے دعووں سے ناامید ہوچکی ہے اور اسے پورا یقین ہوچکا ہے کہ انسانیت کی مشکل کا ایک ہی حل ہے اور وہ یہ کہ عالمگیر قیادت ان مجرم اور انسانیت کے خون سے رنگین ہاتھوں سے نکل کر' جنھوں نے انسانیت کو غرق کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے' ان امانت دار' فرض شناس' خدا ترس اور تجربہ کار ہاتھوں کی طرف منتقل ہو جو انسانیت کی جہاز رانی کے لئے روزِ اول سے بنائے گئے ہیں۔ نتیجہ خیز اور کارآمد انقلاب صرف یہ ہے کہ دنیا کی رہنمائی اور انسانیت کی

---

۱۷۔ یہ ملک پاکستان ہی ہونا چاہئے کیونکہ اس کے قیام کا مقصد ہی اسلامی تہذیب و ثقافت کا احیاء تھا۔

۱۸۔ ہمارے نزدیک آج کے دور میں کسی مسلمان ملک میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لئے ایک ایسی مضبوط دینی جماعت جس کے ارکان خود اپنے وجود پر اسلام کو نافذ کر چکے اور تربیت کے مرحلے سے گزر چکے ہوں' یقیناً ناگزیر ہے تاہم ہماری رائے میں انقلاب کے آخری مرحلے میں دوطرفہ مسلح تصادم کی نوبت نہیں آئے گی بلکہ اقدام کے مرحلے پر بھی 'صبر محض' ہی فیصلہ کن ثابت ہو گا۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے "منہج انقلاب نبوی" از ڈاکٹر اسرار احمد (ادارہ)

سربراہی جاہلیت کے کیمپ سے جس میں برطانیہ' امریکہ' روس اور اس کی حاشیہ بردار مشرقی اور ایشیائی قومیں ہیں اور جس کی زمامِ قیادت مترفین اور اکابر مجرمین کے ہاتھوں میں ہے' منتقل ہوکر اس امت کے ہاتھ آجائے جس کی قیادت معمارِ اعظم رحمتِ عالم محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہے اور جو دنیا کی تعمیر اور انسانیت کی نشاۃِ ثانیہ کے لئے محکم اور واضح اصول و تعلیمات رکھتی ہے اور جس کا ایمان دنیا کو اس وقت کی جاہلیت سے اس طرح نکال سکتا ہے جس طرح چودہ سو سال پہلے نکالا تھا۔[19]

## نوجوان نسل کے لئے پیغام

دیکھے تو زمانے کو اگر اپنی نظر سے
افلاک منور ہوں ترے نورِ سحر سے
خورشید کرے کسبِ ضیا تیرے شرر سے
ظاہر تری تقدیر ہو سیمائے قمر سے
دریا متلاطم ہوں تری موجِ گہر سے
شرمندہ ہو فطرت ترے اعجازِ ہنر سے

اگر نوجوان نسل پوری تندہی اور خلوصِ دل کے ساتھ زندگی کے مختلف میدانوں میں مذکورہ بالا کردار ادا کرے تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ ملتِ اسلامیہ جلد ہی اپنے کھوئے ہوئے وقار کو دوبارہ بحال کرسکے گی اور **وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا**[20] کا سماں ہوگا۔

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

آج بھی نوجوان نسل (بلکہ پوری امتِ مسلمہ) کے لئے وہی ایمان افروز پیغام ازلی و ابدی ہے جس سے قرنِ اول کے مسلمان آشنا ہوئے :

"محنت (مجاہدہ) کرو اللہ کی راہ میں جیسی کہ چاہئے اس کے واسطے

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

---

۱۹۔ انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر' ص ۴۰۱' ۴۰۲' ۴۰۳ از سید ابوالحسن علی ندوی
۲۰۔ سورۃ النصر